محافظ دین کے منصب کی اہمیت اور اس کا تقاضا

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید حسن نقوی اجتہادی

دنیا کے مناصب میں کسی نظام کے محافظ کی ذمہ داریاں جب شدید ہیں اور اس کی کوئی غلطی ناقابل تلافی نقصان کا پیش خیمہ بن جاتی ہے تو وہ مقنن جو دائمی طور پر مادی اور روحانی زندگی کے ہر ہر شعبہ کا ذمہ دار ہو اس کے یہاں کسی لغزش کے کیا نتائج ہوسکتے ہیں؟ اور یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ جتنے شدید و عظیم نقصان کا انسان کو احتمال ہو اسی اعتبار سے اس نقصان سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ کچھ نقصان ایسے معمولی ہوتے ہیں جن کو انسان برداشت کر لیتا ہے، کچھ نقصان ایسے ہوتے ہیں جو کسی ایک شعبۂ حیات کے لئے باعث مضرت ہوتے ہیں جن کو مجبور انسان تسلیم کر لیتا ہے۔ کچھ نقصان ساری زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں اور بعض خطرات روحانی حیات کے لئے ہوتے ہیں بعض خدشات عارضی ہوتے ہیں اور کچھ دائمی۔ تو جتنے عظیم نقصان کا انسان کو خطرہ ہوتا ہے اسی اعتبار سے بڑے پیمانہ پر اس خطرے سے بچنے کے لئے ذرائع فراہم کئے جاتے ہیں۔ عارضی نقصان سے تحفظ بہ نسبت دائمی نقصان کے کم کیا جاتا ہے معمولی نقصان سے تحفظ عظیم نقصان کی بہ نسبت کم کیا جاتا ہے۔ تو جب یہ کلیہ ہے اور فطرت انسانی کی خواہش ہے، تو اگر مادی اور عارضی مقنن اور محافظِ قانون کے لئے ایسی عظیم پیمانہ پر احتیاطیں برتی جاتی ہیں، کہ کہیں غلطی نہ ہوجائے۔ تو اس قانون کے محافظ و مبلغ کو جو کہ حیات انسانی کے ہر ہر شعبہ سے وہ مادی ہو یا روحانی، دائمی ہو یا عارضی سب سے متعلق ہے، تو بھلا اس کے مقنن کو غلط کار اور خاطی کیوں کر تصور کیا جاسکتا ہے؟ اگر ایسے قانون کو کسی غلط کار کے سپرد کیا گیا تو ہر معمولی سے معمولی لغزش پر تمام انسانیت کا سرمایہ تہ آب ہوجائے گا۔ ایسے مقنن کے لئے صرف خطا نہ کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ امکانی غلطی، اور احتمال خطا بھی نہ ہونا چاہئے۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ مقنن اور محافظ قانون کو صرف ایسا ہونا چاہئے جو عمداً غلطی نہ کرتا ہو، یعنی پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے اصولوں پر عمل کرتا ہو اور دوسروں کو تبلیغ کرتا ہو تو ایسے مبلغ سے غرض تبلیغ پوری ہوسکتی ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ امکان خطا اور احتمال غلطی بھی نہ ہو۔ نفاذ قانون کے لئے اہمیت اقوال کی ہے۔ بس اس شخصیت کا حامل قانون ہونا کافی ہے جو امکان بھر یا اصول اور خطاؤں سے پاک ہو، اغلاط پر اپنی خواہشات نفسانیہ کی وجہ سے عمل نہ کرے جب ایسا راہ بر اور مبلغ ہوگا تو وہ اپنے فرائض کو پورا کرنے پر قادر ہوگا، اور ایسے مقنن کا مشن انتہائی کامیاب ہوگا۔ دنیا کا کوئی ذی عقل اس حد سے آگے بڑھنے کو ضروری نہیں تصور کرتا صرف ایسے ہی پاک باز انسانوں پر اکتفا کر کے ملکوں کی باگ ڈور ہاتھوں میں دے دی جاتی ہے اور بہ حسن و خوبی نظام ملک چلتا رہتا ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ ممکن الخطاء افراد سے آگے بڑھ کر ایسے افراد کی تلاش کی جائے جن سے امکانی غلطی بھی نہ ہو۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو بنیادی اعتبار سے صرف مذکورہ حد پر اعتماد کر لینا مشن کو کامیاب نہیں بنا سکتا یہ صحیح ہے کہ دنیاوی بادشاہوں کے یہاں اگر بہت زیادہ احتیاط برتی گئی تو ایسے کو بادشاہ بنایا گیا جو عموماً غلطیاں نہ کرتے ہوں لیکن وہ بادشاہوں کی غلطیاں عارضی طور پر باعث ہلاکت ہوسکتی ہیں جسمانی اعتبار سے مہلک ہوسکتی ہیں ان کو لباس ودام نہیں پہنایا جاسکتا ان کو روحانی تقاضوں سے وابستہ نہیں کیا

جاسکتا لہٰذا چونکہ خسروان دنیا کی لغزشیں صرف مضرت جسم اور مضرت عارضی ہی کی حدوں میں رہتی ہیں، لہٰذا ان کے لئے وہ حد ''کہ عموماً غلطی نہ کرتے ہوں'' کافی ہوجائے گی لیکن جس کی دائمی ذمہ داری، محدود زمان ومکان سے آزاد ہو، جسم وروح کی بندشوں سے الگ ہو، اور ملک وقوم کی حد بندیوں سے محدود نہ ہو اس کے یہاں امکان لغزش بھی نہ ہونا چاہئے کیونکہ اگر امکان خطا ہوگا تو خطا ضرور کرے گا اور اگر نہ بھی کرے تب بھی اس کے اقوال واعمال اس ذمہ داری کے ساتھ لائق اتباع واطاعت نہیں بن سکتے جس طرح ناممکن الخطا کے افعال واقوال اتباع واطاعت ہوسکتے ہیں کیونکہ ہرلحہ ہر سننے والے کو یہ گمان رہے گا کہ ممکن ہے اس وقت مقنن جو کررہا ہے محرکات انسانی کی وجہ سے خلاف قانون کررہا ہے اور ہم عمل کریں تو دائمی ہلاکت میں مبتلا ہوجائیں لہٰذا ایک تو نظام کو پوری طرح ذہنوں میں رسوخ حاصل نہ ہوسکے گا اور دوسرے جب غلطی ہوجائے گی تو ناقابل تلافی غلطی ہوگی جس سے ابدی ہلاکت اور دائمی فنا میں انسان مبتلا ہوجائے گا۔

دنیاوی بادشاہوں کے فرائض ظاہری ومادی انتظام سے متعلق ہوتے ہیں جن پر اگر ایک تمدن دماغ غور کرے تو غلطی اور صحت کا امتیاز کرسکتا ہے لہٰذا اس کے لئے صرف وہ کافی سمجھی جاسکتی ہے لیکن جہاں ظاہری حالات کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اس غیبی اخروی زندگی سے بھی اصلاح متعلق ہو جہاں تک عالی دفاع سے مالی دفاع انسان بغیر کسی غیبی سہارے کے نہیں پہنچ سکتا، اس کے حالات اسی غائب زندگی کے کیفیات اس زندگی کے لئے توشہ، اور اسی طرح کی اکثر ایسی چیزیں جن کو ظاہری دفاع نہیں تصور کرسکتے۔ ایسے غائب حالات کی بھی اصلاح جس کے سپرد ہو اس کو ایسا ہی ہونا چاہئے جس سے امکان غلطی نہ ہو۔ کیوں کہ مبلغ قانون، مذہب سے متعلق جو فرائض تعلیم ان میں اکثر ایسے ہیں جن کو انسان کی مادی نگاہیں نہ تو دیکھ سکتی ہیں اور نہ جن میں صحت وعدم کا امتیاز سطحی دفاع کرسکتے ہیں۔ لہٰذا اگر ایسے اصولوں کا محافظ خاطی ہوگا تو یقینا اس کی ہر خطا ایسی عظیم الشان ہلاکت کے غار میں پوری انسانیت کو ڈھکیل دے گی جس کے بعد سوائے ابدی ہلاکت کے کوئی چارہ کار نہ ہوگا معلوم ہوا کہ مذہبی قانون کے محافظ کو بے داغ کردار کا مالک ہونا چاہئے اور اپنی زندگی کے ہر ہر لحہ میں گناہوں سے پاک ہونا چاہئے، یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اول سے آخر تک معصوم ہونا چاہئے، یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے قانون شریعت جن ہاتھوں میں دیا وہ ایسے تھے جن سے خلاف مشیت ایزدی کوئی فعل عمداً یا سہواً سرزد نہ ہوسکتا تھا اس نے اپنے قوانین ایسے اشخاص کے سپرد کئے جن سے غلطی ناممکن تھی۔ جتنوں کو حافظ قانون بنایا ان سب کو پہلے لباس عصمت پہنا دیا۔ اگر خدائی قانون کے محافظوں کے کردار کا مطالعہ کیا جائے تو ایسے پختہ کردار، ایسے بااصول، ایسے محتاط ملیں گے، جن سے خطاؤں کا سرزد ہونا امر محال تھا۔

گذشتہ اصول جو بیان ہوچکا، یعنی جب اہم قانون ہوتا ہے، اسی اعتبار سے انتخاب مقنن میں احتیاط برتی جاتی ہے۔ اگر شاہان وقت کے ہاتھوں میں زمام ملک آئی تو ان کے لئے صرف اتنا کافی سمجھا گیا کہ وہ عموماً غلطیاں نہ کرتے ہوں اور انبیاء مرسلین کے انتخاب میں ایسا مدنظر رکھا گیا کہ اگر کسی محدود مدت میں کسی خاص قوم وملک کے لئے قانون بنائے گئے تو ان کے محافظ کے بارے میں ایسے افراد کو کافی سمجھا گیا جو گناہوں سے تو بہرحال پاک ہوں، لیکن اگر ان سے ترک اولیٰ ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر غور کیا جائے تو ترک اولیٰ نہ کرسکنے والا محافظ قانون باعتبار تبلیغ قانون ناقص یا مضر نہیں تصور کیا جاسکتا۔ کیونکہ ترک اولیٰ وہ شے ہے جو قانوناً ناقص یا مضر نہیں تصور کیا جاسکتا۔ کیونکہ ترک اولیٰ وہ شئے ہے جو قانون جرم نہیں ہوتا بلکہ صرف کسی بلند تر درجۂ عمل کے خلاف ہوتا ہے لہٰذا جب یہ مفہوم ترک اولیٰ کا ہوا، تو اب اگر بفرض محال کسی دوسرے سے بھی ایسے محافظ قانون کے کردار کے اثر کی وجہ سے ترک اولیٰ ہوگیا، تو ظاہر ہے

کہ نہ تو کوئی دنیاوی، اخلاقی، تمدنی، ابتری وہلاکت پیدا ہوئی اور نہ اخروی کوئی نقصان ہوا۔ لہٰذا ایسے مقنن ومحافظ قانون بنا دینا کوئی انتخابی غلطی، یا ایسے مقنن کا معین کر دیا جانا باعث ہلاکت نہیں تصور کیا جاسکتا......لیکن جب ملکوں اور قوموں کے حدود سے آگے بڑھ کر وسیع قانون بنائے گئے تو اس میں اور زیادہ احتیاط برتی گئی۔ اب ایسے محافظ قانون بنائے گئے جن سے زندگی کے کسی لمحہ میں کوئی ترک اولیٰ بھی نہیں ہوا اور جب وہ ہمہ گیر اور دائمی شریعت آئی جس کے نفاذ کے لئے بطور مقدمہ تمام سابقہ شریعتیں آئی تھیں، جو (شریعت) جب سے نافذ کی گئی اس وقت سے زندگی کی انتہا تک رہے گی۔ اس کے حامل ومحافظ ایسے منتخب کئے گئے جن سے ترک اولیٰ بھی سرزد نہ ہوا جو اپنی حیات کے ہر ہر لمحہ میں زندگی کے ہر ہر شعبہ میں معصوم رہے اور ایسے معصوم جن سے بھی ترک اولیٰ عمداً وسہواً کسی حالت میں نہ ہوا۔

✡✡✡

بانی انقلاب اسلامی ایران حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ کی اپیل پر جمعۃ الوداع کو عالمی پیمانہ پر یوم قدس منایا جاتا ہے۔ قدس اور فلسطینیوں کے سلسلہ میں امریکہ کی شہ پر ظالم اسرائیل کی جارحیت میں شدید اضافہ ہو رہا ہے لہٰذا بعد نماز جمعۃ الوداع زیر سرپرستی قائد ملت مولانا سید کلب جواد نقوی، امام باڑہ آصفی لکھنؤ میں زبردست مظاہرہ ہوگا ساتھ ہی تمام ائمہ مساجد سے گزارش ہے کہ بعد نماز جمعۃ الوداع احتجاجی جلسہ کا انعقاد فرمائیں۔